Research Journal Ulum-e-Islamia
Journal Home Page: https://journals.iub.edu.pk/index.php/Ulum-e-Islamia/
ISSN: 2073-5146(Print) ISSN: 2710-5393(Online) E-Mail:muloomi@iub.edu.pk
Vol.No: 31, Issue:01. (Jan-Jun 2024) Date of Publication: 17-05-2024
Published by: Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur

خاندان نبوی ﷺ پر جولیس ولہاوزن کے اعتراض کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ: انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا کے مضمون محمڈنزم "Mohammedanism" کے تناظر میں

A research and critical analysis of Julius Willhausen's objection to the family of the Prophet: In the context of the Encyclopedia Britannica article "Mohammedanism"

Safia
PhD scholar, Department of Islamic studies, University of Malakand.
Email: 109safia@gmail.com

Dr. Alia Jawed
Lecturer, Department of Islamic studies, University of Malakand.
Email: alia91077@gmail.com

Dr. Badshah Rehman
Assistant professor, Department of Islamic studies, University of Malakand.
Email: badshahrehman@uom.edu.pk

Abstract

The Biography of the Prophet (peace be upon him) is the story of a personality whose uniqueness and greatness have been acknowledged not only by Muslims but also by non-Muslims. Moreover it is also unparalleled in the sense that renowned Muslim scholars have preserved it for the future generations through their writings making it beneficial for humanity until the Day of Judgment. Unfortunately, some opponents of Islam have been displeased with the popularity of the Prophet’s biography and have attempted to deny his prophethood and authenticity through their writings. They aimed to criticize and belittle the Prophet (peace be upon him) to distance non-Muslims from Islam and create doubts among Muslims about their Prophet. Among these opponents of Islam is Julius Willhausen, a German or, who has targeted every aspect of the Prophet's biography, distorting his personality and character to deny his prophet hood. In this regard, Willhausen has tried to degrade the prophet’s social status, presenting Banu Umayyad are more honourable and powerful tribe than Banu Hashim, which is contrary to historical facts. This article will provide a research-based critical analysis of Willhausen's objections, shedding light on historical evidence and Hadiths.

Keywords: Opponents of Islam, Banu Umayyad, Banu Hashim, Prophet's biography, historical evidence, Hadiths

تعارف:

جولیس ولہاوزن(1844-1918ء) مغربی دنیا کا مشہور اور معتبر محقق، مؤرخ، عہد نامہ قدیم کا عالم اور ماہر علم الہیات ہے۔ اس نے بائبل کا بغور جائزہ لیا اور اس پر کئی تصانیف لکھ ڈالیں اور بائبل کی تاریخ سے متعلق مشہور دستاویزی مفروضہ پیش کیا[1]۔ اس کے بعد اسلامی تاریخ کے مطالعہ کی طرف بھی متوجہ ہوا اور اس پر کتابیں لکھیں جس میں دو کو بہت شہرت ملی[2] اور پھر عیسائیت کا بھی مطالعہ کیا۔ مگر اس کا یہودیت اور اسلام پر کام زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ اسلامی تاریخ کے علاوہ سیرت النبی ﷺ پر بھی اس نے کافی کام کیا ہے دو کتابیں "محمد مدینہ میں"، "مدینہ قبل از اسلام" اور انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں ایک جامع مضمون محمڈن ازم "Mohammedanism" کے نام سے لکھا ہے[3]۔ اس تاریخی مضمون میں ولہاوزن نے سیرت النبی ﷺ پر وہ تمام اعتراضات جمع کیے ہیں جو دوسرے مستشرقین کی کتابوں میں بکھرے پڑے ہیں۔ مذکورہ مضمون کا ماخذ یا تو دوسرے مستشرقین جیسے گوسٹاویل(م1889ء)، اسپرنگر(م1893ء)، ولیم میور (م1905ء) اور تھیوڈور نولڈیکے (م1930ء) کی سیرت النبی ﷺ کی کتابیں ہیں یا جہاں کہیں اس کو اپنے مطلب کی بات لینی ہو تو ان مصادر میں سے کمزور اور ضعیف روایات نقل کرتے ہیں جیسے واقدیؒ کی کتاب المغازی[4]، ابن ہشامؒ کی سیرت النبی ﷺ [5] اور ابن جریر طبریؒ کی تاریخ الامم والملوک[6] وغیرہ۔

ولہاوزن جو کہ عربی زبان کا جاننے والا اور علوم اسلامیہ خاص طور سے اسلامی تاریخ کا محقق ہے مگر اس مضمون کے سیرت والے حصے میں انہوں نے آنحضرت ﷺ کی حیات مبارکہ کے ہر ہر پہلو کو نشانہ تنقید بنایا ہے اور بغیر تحقیق کے ہر چیز کو تعصب کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ انہوں نے سیرت النبی ﷺ پر قلم اٹھاتے وقت غیر جانبداری سے کام نہیں لیا۔ اس نے مضمون "Mohammedanism" میں سیرت النبی ﷺ پر جو الزامات لگائے ہیں۔ ان میں ایک خاندان نبوت کو کمتر ثابت کرنے کی کوشش ہے۔ جو کچھ اس طرح سے ہے:

بنو ہاشم کے مقابلے میں بنو امیہ کی فضیلت بیان کر کے خاندان نبوی ﷺ کو نیچا دکھانے کی کوشش

جولیس ولہاوزن کے اعتراض کے الفاظ درج ذیل ہیں:

> "In the time of Muhammad the most numerous and wealthy sept was that of the Banu Makhzum; but that of the Banu Abdshams was the most distinguished. The banu omaya were the most powerful house of Abdshams; their head Abo sufyan Ibn Harb exercised a decisive influence in the concern of whole community. Muhammad himself was of the Banu Hashim; it is affirmed that these has formerly enjoyed and claimed of right the position actually enjoyed by Banu Omaya but this assertion seems to have had its origin in the claim to the caliphate which the Hashimites (the house of Ali and Abbasids) subsequently set up against the Omayyads"[7].

> " محمد کے زمانے میں سب سے زیادہ با اثر اور طاقتور خاندان بنو مخزوم کا تھا۔ لیکن بنو عبد شمس سب سے ممتاز تھے۔ ان کے سربراہ ابو سفیان بن حرب نے پوری برادری میں اثر قائم کر لیا تھا۔ بنو ہاشم کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ یہ خاندان قوت اور اقتدار کے لحاظ سے وہی مقام رکھتا تھا جو بعد میں بنو امیہ کے حصے میں آئی لیکن ظاہراً یہ خیال اس وقت کا پیدا کیا ہوا معلوم ہوتا ہے جب مدتوں بعد بنو ہاشم نے بنو امیہ کے خلاف طاقت حاصل کرنے کے لیے مقابلہ کیا"۔

جولیس ولہاوزن نے یہاں حضور ﷺ کے خاندان مبارک کے مقام و مرتبہ کو گھٹانے کی کوشش ہے۔ ولہاوزن کے مطابق بنو عبد شمس خاندان عبد مناف میں عزت و مرتبہ میں سب سے آگے تھے۔ اور بنو عبد شمس میں پھر بنو امیہ زیادہ طاقتور سمجھے جاتے تھے۔ ان کا سردار ابو سفیان بن حرب کو بہت عزت دی جاتی اور ان کی رائے معتبر سمجھی جاتی۔ اسی طرح اس کے بعد کہتا ہے کہ بنو امیہ بنو ہاشم سے زیادہ معزز و مقتدر تھا اور بنو ہاشم کی عزت و قوت کی جتنی بھی روایتیں ہیں وہ بعد میں گھڑی گئیں جب بنو امیہ سے بنو ہاشم نے اقتدار چھیننے کی کوشش کی۔

جولیس ولہاوزن اس طرح کے شبہات پیدا کرنے میں اکیلے نہیں ہیں ان کے ہم عصر اور متاخرین نے بھی ایسی کوششیں کی ہیں مثلاً:

دیگر مستشرقین

متعدد مستشرقین خاندان نبوی ﷺ کو اپنی تحریروں میں زیر بحث لائے ہیں اور آپ ﷺ کے سماجی مقام سے متعلق مختلف آراء قائم کی ہیں۔ اکثر مستشرقین نے تعصب واسلام دشمنی کے پیش نظر خاندان نبوت کو نیچ اور کمتر دکھانے کی کوشش کی ہے اور کچھ مستشرقین ایسے بھی ہیں جنہوں نے تعصب کے باوجود آپ ﷺ کی خاندانی وجاہت وشرافت کا اعتراف کیا ہے۔ اول الذکر قسم میں ولیم میور[8]، مار گولیتھ[9]، منٹگمری واٹ[10] اور زیر بحث مستشرق ولہاوزن وغیرہ شامل ہیں۔ انہوں نے براہ راست رسول اللہ ﷺ کے نسب کو نشانہ بنایا ہے یہاں تک کہ بعض نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے مقام ومرتبہ کو بھی طعن کا نشانہ بنایا ہے۔ جس کا جواب پیر کرم شاہ الازہری نے اپنی کتاب ضیاء النبی میں تفصیل سے دیا ہے[11]۔ ولیم میور نے اپنی کتاب "لائف آف محمد" میں لکھا محمد کو کہ نسل اسماعیل سے منسوب کرنا آپ کا ذاتی خواہش تھی اس وجہ سے آپ کے لیے ابراہیمی نسب ناموں کے سلسلے گھڑے گئے[12]۔ مار گولیتھ نے اپنی کتاب محمد اینڈ دی رائز آف اسلام میں لکھا کہ: محمد (ﷺ) شریف گھرانے سے نہیں تھے[13]۔ منٹگمری واٹ نے اپنی کتاب "محمد پرافٹ اینڈ سٹیٹس مین" میں لکھا کہ مکہ کے معاملات میں خاندان بنوہاشم کے افراد کی اہمیت نہ ہونے کے برابر تھی، دوسری کتاب محمد ایٹ مکہ" میں لکھا کہ محمد (ﷺ) کا تعلق بڑے خاندان سے نہ تھا آگے لکھا کہ مرضعہ کے سپرد پیش کیا جانا(نعوذ باللہ) آپ کی یتیمی اور کمتر سماجی مقام کے پیش نظر تھا"[14] جبکہ موخر الذکر مستشرقین میں گبن[15]، کارلائل[16] وغیرہ شامل ہیں۔ گبن نے اپنی کتاب دی ہسٹری آف ڈیکلائن اینڈ فال آف دی رومن ایمپائر" میں لکھا کہ محمد (ﷺ) نے قریش کے خاندان بنوہاشم میں پیدا ہوئے جو کہ مکہ کے معزز ترین عرب، مکہ کے سردار اور خانہ کعبہ کے موروثی متولی تھے[17]۔ کارلائل نے لکھا کہ آپ (ﷺ) قریش کے خاندان بنوہاشم سے تھے جن کا تعلق ملک کے بڑے لوگوں سے تھا[18]۔

بنوہاشم کا قریش میں اثرورسوخ تاریخی طور پر ثابت شدہ ہے، اور یہ اثرورسوخ صرف سیاسی اقتدار تک محدود نہیں تھا، بلکہ مذہبی، اخلاقی، اور سماجی قیادت پر بھی مبنی تھا۔ بنوامیہ کا تعلق بھی قریش سے تھا، لیکن ان کا جھکاؤ زیادہ تر تجارتی اور سیاسی امور کی طرف تھا۔ حضرت محمد ﷺ بنوہاشم سے تعلق رکھتے تھے، اور آپ کی نبوت نے اس قبیلے کو ایک نیا وقار عطا کیا۔ ابتدائی مسلمانوں میں زیادہ تر بنوہاشم کے افراد شامل تھے، مثلاً حضرت علیؓ، حضرت حمزہؓ وغیرہ۔ اس سے ان کا مذہبی اثرورسوخ بڑھا۔ بنوہاشم اور بنوامیہ کے درمیان اختلافات بنیادی طور پر اسلام کے ابتدائی ایام سے شروع ہوئے، جب بنوامیہ کے افراد نے رسول اللہؐ کی مخالفت کی۔ لیکن فتح مکہ کے بعد جب بنوامیہ کے بیشتر افراد نے اسلام قبول کر لیا تو یہ مخالفت باقی نہ رہی۔ بعد میں بنوامیہ کے ساتھ ان کا مقابلہ وقتی سیاسی حالات کا نتیجہ تھا۔ ولہاوزن کا یہ کہنا کہ بنوہاشم کو اقتدار بعد میں ملا، ایک سطحی نقطۂ نظر ہے۔ درحقیقت، بنوہاشم نے کبھی بھی اقتدار کے لیے سازش یا جدوجہد نہیں کی۔ بنوہاشم کی سیاسی جدوجہد عباسی دور میں بنوامیہ کے خلاف کامیاب ہوئی، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ ہمیشہ اقتدار کے پیچھے تھے۔ بلکہ یہ ایک طویل جدوجہد کا نتیجہ تھا جس میں بنوہاشم نے اخلاقی اور مذہبی اصولوں کی بنیاد پر اپنی شناخت برقرار رکھی۔ تاریخی شواہد سے یہ بخوبی واضح ہوتا ہے کہ بنوہاشم کا مقام ہمیشہ سے اخلاقی اور مذہبی بنیادوں پر مستحکم تھا، اور ان کی جدوجہد زیادہ تر عدل وانصاف کی بحالی کے لیے تھی۔

ولہاوزن کے اس دعوی کی حقیقت جاننے کے لیے ہمیں بنوہاشم اور بنوامیہ کے مابین تاریخی تعلقات اور بنوہاشم کی فضیلت کی احادیث اور تاریخی روایات وشواہد کا جائزہ لینا ضروری ہے۔

بنوہاشم اور بنوامیہ کے تعلقات

قریش مکہ کے ایک معزز سردار عبد مناف بن قصی کے چار بیٹے تھے۔ ہاشم، عبد شمس، مطلب، نوفل۔ باقیوں کی نسبت ہاشم اور عبد شمس نے بڑا نام کمایا ان کے والد عبد مناف نے اپنے تین مناصب ان دونوں کی قابلیت کو مدنظر رکھ کر ان کے حوالے کیے، رفادہ اور سقایہ[19] ہاشم کو اور قیادہ (قیادت) عبد شمس کو عطا کیا[20] جو بعد میں ابوسفیان بن حرب کو ملا۔ آپ ﷺ کے جد امجد ہاشم ایک ذہین اور کامیاب شخصیت کے حامل تھے اور اس پائے کے سردار تھے کہ شاہ حبش، رومی اور غسانی امراء سے تجارتی معاہدات کے ذریعے قریش کے لیے مراعات حاصل کیں۔ عرب

میں راستے غیر محفوظ تھے جس وجہ سے انہوں نے مختلف قبائل کا دورہ کر کے تجارتی قافلوں سے کسی قسم کا تعرض نہ کرنے کا معاہدہ کیا۔ آپ حجاج کرام کی بڑی فیاضی اور دریادلی سے خدمت کرتے تھے۔ چرمی حوضوں میں پانی بھر کر سبیل لگواتے۔ تھا۔ کعبہ کے متولی ہونے کے سبب پورا عرب آپ کی عزت کرتا تھا[21]۔ سقایہ اور رفادہ کے مناصب ہاشم بن عبد مناف کے بعد مطلب بن ہاشم کو وراثت میں ملے اور ان کے بعد ان کے بھتیجے عبد المطلب کو ملے۔ اور وہ اپنے آباء کی طرح لوگوں کے معاملات نمٹاتے اور شرف و عزت میں اس مقام تک پہنچے جو اس سے پہلے کسی کو حاصل نہ ہوا تھا۔ اور لوگ ان سے محبت کرتے۔ وہ ان میں بڑے آدمی تھے[22]۔

معلوم ہوا کہ بنو ہاشم اور بنو امیہ دونوں ہم پلہ و ہمسر شیخ و سردار تھے اور باہمی مفاہمت سے اپنی اپنی خدمات سر انجام دے رہے تھے اور اپنے بڑوں کے بہترین جانشین ثابت ہوئے۔ یہی صورت حال ان کی اولاد میں بھی قائم و دائم رہا۔

عربوں میں رواج تھا کہ جنگ میں بھی حفظ مراتب کا خیال رکھتے تھے جنگ میں مبارزت طلبی کرتے تھے اور وہی مقابل آتے جو ان کا ہم پلہ ہوتے۔ مسلمانوں کی جانب سے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، حضرت معاذ، حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم مقابلے کرنے کے لئے آگے بڑھے۔ عتبہ نے کہا، "اے محمدؐ، یہ انصار تو ہمارے جوڑ اور مقابلہ کے نہیں۔ ہمارے ہم پلّہ کو ہمارے مقابلے کے لیے بھیجو۔ پھر حضرت عبیدہ ، حضرت حمزہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہم جب شیبہ ' عتبہ اور ولید کے مقابل آئے تو عتبہ نے پوچھا کہ تم کون کون ہو کیونکہ انہوں نے چہرے ڈھانپے ہوئے تھے۔ جب انہوں نے اپنا تعارف کرایا تو عتبہ بولا! تم واقعی ہمارے مد مقابل آنے کے قابل ہو"۔ صحیح بخاری میں ہے کہ: قیس نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ قسمیہ کہتے تھے کہ آیت[23] ان کے بارے میں اتری جو بدر کی لڑائی میں مقابلے کے لیے نکلے تھے یعنی حمزہ، علی اور عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم مسلمانوں کی طرف سے اور عتبہ، شیبہ ربیعہ کے بیٹے اور ولید بن عتبہ کافروں کی طرف سے[24]۔ معلوم ہوا کہ عتبہ 'شیبہ اور ولید[25] تینوں جو بنو عبد شمس (بنو امیہ) میں سے تھے انہوں نے بنو ہاشم کو اپنا ہمسر و ہم پلہ قرار دیا۔

اکثر مورخین و سیرت نگاروں نے ان دو خاندانوں کے مابین باہمی رقابت اور چپقلش کا ذکر کیا ہے کہ عہد نبوی سے پہلے اور بعد میں بھی ان میں اختلاف قائم رہا۔ حالانکہ عہد نبوی سے قبل و بعد از نبوت ان میں مصاہرت اور باہمی دوستانہ و برادرانہ تعلقات کا کئی واقعات سے پتہ چلتا ہے۔ نبوت کے بعد بھی بنو امیہ کے کئی معزز افراد جیسے حضرت عثمان بن عفانؓ نے اسلام قبول کیا اور آنحضور ﷺ نے ابو سفیان بن حرب کی بیٹی حضرت ام حبیبہؓ سے نکاح کر کے ان کے ساتھ سسرالی رشتہ قائم کیا۔ نبی ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی سیدہ زینب بنت محمدؐ کا نکاح اپنے اموی خالہ زاد بھائی سیدنا ابو العاص بن ربیعؓ سے قبل اسلام ہی ہوا تھا جس کو آپ ﷺ نے بعد ہجرت بھی برقرار رکھا اور اسی نکاح کے تحت سیدہ زینبؓ کو سیدنا ابو العاصؓ کے پاس واپس لوٹا دیا تھا[26]۔

بعثت کے بعد آپ ﷺ نے اپنی دو صاحبزادیوں سیدہ رقیہؓ اور سیدہ ام کلثومؓ کا نکاح یکے بعد دیگرے سیدنا عثمانؓ بن عفانؓ اموی سے کیا اور ام کلثومؓ کی وفات ہوگئی تو رسول اللہ نے ارشاد فرمایا اگر تیسری ہوتی تو اسے بھی عثمان کی زوجیت میں دے دیتا[27]۔ اس کے علاوہ آگے بھی ان کے درمیان رشتہ داریاں قائم ہوتی رہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے درمیان رقابت محض وقتی تھی جو کہ تعصب کی بنیاد پر نہیں بلکہ سیاسی اختلاف کی بنیاد پر تھی۔ "چند معاملات میں تو سیاسی مصالح، وقتی ضرورت یا کسی نوع کی سیاست کارفرما ہو سکتی ہے لیکن اتنے کثیر اور گوناگوں ازدواجی روابط کی اساس صرف ایک ہو سکتی تھی اور تھی وہ اساس تھی "دونوں قریشی خاندانوں کے درمیان باہمی مفاہمت، آپس میں سماجی لحاظ سے ہم مرتبہ اور کفو ہونے کا شعور اور خون کے رشتہ سے پیدا ہونے والی مہر و محبت"۔ یہ درخت اس قدر طاقتور تھا اور اس کی جڑیں زمین میں اتنی گہری پیوست تھیں کہ دولت بنی امیہ کے اواخر اور آغاز دولت بنی عباس میں بنو ھاشم اور بنو امیہ کے سیاسی رقابت کی زبردست آندھی میں وہ اپنی جگہ کھڑا ہی نہیں رہا بلکہ برگ و بار بھی لاتا رہا"[28]۔

عربوں میں ایک دستور ندیمی اور دوستی کا ہوتا تھا جس میں دو خاندانوں کے بڑے آپس میں گہرے ندیم و دوست ہوتے تھے۔ ایسی ہی ایک دوستی حضرت عباس بن عبد المطلبؓ اور حضرت ابو سفیانؓ کے درمیان بھی تھی[29]۔

فتح مکہ کے موقع پر حضرت عباسؓ ہاشمی نے جس طرح ابو سفیانؓ اموی کی حمایت کی اس سے بھی ان دو خاندانوں میں باہمی مودت کا پتہ چلتا ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر حضرت عباسؓ نے ابو سفیانؓ کو دیکھا تو اس کو اپنی پناہ میں لے کر رسول اللہ کی دربار میں پیش کرنا چاہا۔ وہ انہیں اپنے پیچھے سوار کیے ہوئے جب اسلامی لشکر گاہ کے قریب لوٹے، وہاں حضرت عمرؓ نے ابوسفیان کو دیکھا تو اس کو قتل کرنا چاہا، لیکن حضرت عباسؓ نے اپنی سواری کو ایڑ لگادی، عمر رضی اللہ عنہ پیدل تھے وہ بھی پیچھے پیچھے تلوار لیے ہوئے آئے، حضرت عباسؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہلے پہنچے، ان کے پیچھے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی پہنچ گئے، اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حکم دیجئے کہ اس کافر کو مار ڈالوں، تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ابوسفیان کو امان دے چکا ہوں اور کہا کہ عمر! اگر تمہارے خاندان (بنو عدی) کا کوئی شخص ہوتا تو تم کو اس کے قتل میں اتنا اصرار نہ ہوتا، اور اتنی بے صبری نہ کرتے، حضرت عمرؓ نے کہا کہ اللہ کی قسم مجھ کو تمہارے مسلمان ہونے کی اس قدر خوشی ہے کہ اپنے باپ کے مسلمان ہونے کی بھی اس قدر خوشی نہ ہوتی، کیونکہ میں جانتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مسلمان ہونے کے خواہاں تھے، ان دونوں حضرات میں اس قسم کی باتیں ہوئی تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیانؓ کو ایک رات کی مہلت دی اور پھر حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ ابوسفیان کو تم ہی اپنے خیمہ میں رکھو، انہوں نے ابوسفیان کو رات بھر اپنے پاس رکھا، صبح کو ابوسفیانؓ نے مسلمان ہونے کا فیصلہ کر لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ حضرت عباس نے کہا: اے اللہ کے رسول! ابوسفیانؓ کو اعزاز پسند ہے، لہٰذا اسے کوئی اعزاز دے دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ جو ابوسفیان کے گھر میں گھس جائے اسے امان ہے اور جو اپنا دروازہ اندر سے بند کر لے اسے امان ہے اور جو مسجدِ حرام میں داخل ہو جائے اسے امان ہے[30]۔

صحیح بخاری کی ایک روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ بنو ہاشم کے دوسرے قریشی قبیلوں کے ساتھ قریبی تعلقات تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قرابت کا کتنا خیال تھا کہ دوسروں کو بھی اس کا لحاظ رکھنے کی تاکید کی۔ روایت یہ ہے: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا "الا المودۃ فی القربیٰ" کے متعلق (طاوس نے) بیان کیا کہ قریش کی کوئی شاخ ایسی نہیں تھی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت نہ رہی ہو اور اسی وجہ سے یہ آیت نازل ہوئی تھی کہ میرا مطالبہ صرف یہ ہے کہ تم لوگ میری اور اپنی قرابت داری کا لحاظ کرو[31]۔

بنو ہاشم کی فضیلت میں وارد روایات

مختلف سیرت نگاروں اور مورخین نے بنو ہاشم کی قدر و منزلت کو بیان کیا ہے۔ اور اس بارے میں انہوں نے صحیح احادیث سے استدلال کیا ہے۔ جن میں چند ملاحظہ ہوں، صحیح مسلم میں ہے:

> عَنْ أَبِي عَمَّارٍ شَدَّادٍ، أَنَّهُ سَمِعَ وَاثِلَةَ بْنَ الْأَسْقَعِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "اِنَّ اللهَ اصْطَفَى كِنَانَةَ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ، وَاصْطَفَى قُرَيْشًا مِنْ كِنَانَةَ، وَاصْطَفَى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ، وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ"[32]
>
> **ترجمہ:** ابو عمار شداد سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا، وہ کہہ رہے تھے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا؛ "اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو منتخب کیا اور کنانہ میں سے قریش کو منتخب کیا اور قریش میں سے بنو ہاشم کو منتخب کیا اور بنو ہاشم میں سے مجھ کو منتخب کیا"۔

سنن ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ: "حضرت مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کی حضرت عباس رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ایسا لگ رہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس وقت کفار سے) کوئی ناگوار بات سنی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت جلال کی حالت میں تھے پس واقعہ پر مطلع ہو کر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا میں کون ہوں؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: آپ پر سلامتی ہو آپ رسول اللہ ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں۔ جب خدا نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے بہترین خلق (یعنی انسانوں) میں سے پیدا فرمایا پھر مخلوق کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا (یعنی عرب و عجم) تو مجھے بہترین طبقہ میں رکھا پھر ان کے

مختلف قبائل بنائے تو مجھے بہترین قبیلہ (یعنی قریش) میں پیدا فرمایا، پھر ان کے گھرانے کیے تو مجھے بہترین گھرانہ میں پیدا کیا اور ان میں سے بہترین نسب والا بنایا" اس حدیث کو امام ترمذی اور امام احمد نے روایت کیا ہے امام ابو عیسیٰ ترمذی نے بتایا کہ یہ حدیث حسن ہے[33]۔

سنن ترمذی کی ایک اور روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: 'اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا، اس نے اس میں سے دو گروہوں کو پسند کیا، اور مجھے ان میں سب سے اچھے گروہ (یعنی اولاد اسماعیل) میں پیدا کیا، پھر اس نے قبیلوں کو چنا اور مجھے بہتر قبیلے میں سے کیا، پھر گھروں کو چنا اور مجھے ان گھروں میں سب سے بہتر گھر میں کیا، تو میں ذاتی طور پر بھی ان میں سب سے بہتر ہوں اور گھرانے کے اعتبار سے بھی بہتر ہوں"[34]

نبی کریم ﷺ کی نسبی و خاندانی شرافت کا اعتراف مکہ کے عتبہ بن ربیعہ جیسے سردار نے خود کیا ہے۔ قریش نے اسلام کے خلاف مختلف حیلوں حربوں سے تھک کر جب نبی کریم ﷺ کو چند تجاویز پیش کرنے کا منصوبہ بنایا تو اس موقعہ پر آپ سے گفت شنید کیلئے عتبہ بن ربیعہ آئے تھے۔ عتبہ نے آپ سے گفتگو کرتے ہوئے کہا تھا: "اے میرے بھتیجے جیسا کہ تمہیں معلوم ہے کہ تم ہم میں سے ایک معزز و اعلیٰ کنبہ کے فرد اور نسبی شرافت میں ہم سے برتر ہو۔ تم اپنی قوم کیلئے ایک عظیم تحریک لے کر آئے جس کی وجہ سے تم نے اپنی جماعت میں تفریق پیدا کر دی۔ اس کے دانشوروں کو ناداں بتایا۔ ان کے خداؤں میں اور ان کے دین میں عیب نکالے۔ ان کے گزرے ہوئے آباؤ اجداد کو کافر بتایا۔ اب مجھ سے سنو، میں تمہارے سامنے کچھ تجاویز رکھتا ہوں۔ ان میں غور کرو شاید تم ان میں کسی بات کو مان لو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے ابو ولید! کیا کہنا چاہتے ہو، میں سنوں گا، انہوں نے کہا اے میرے بھتیجے! اگر اس تحریک سے جو تم نے چلائی ہے تمہارا مقصد دولت حاصل کرتا ہے تو ہم تمہیں مالا مال کر دیں گے، اگر تمہیں عزت وجاہ کی خواہش ہے تو ہم تمہیں اپنا سردار مان لینے کو تیار ہیں یہاں تک کہ بھی تمہاری مرضی کے بغیر کوئی کام نہ کریں گے۔ اگر تم بادشاہ بننا چاہتے ہو تو ہم تمہیں اپنا بادشاہ بنالیں گے۔" جب عتبہ اپنی گفتگو ختم کر چکا جسے آنحضرت ﷺ نے خاموشی سے سنا تو آپ نے فرمایا: اے ابو ولید! تم کہہ چکے؟ کہا، ہاں! آپ نے فرمایا، اب میری بات سنو، آپ نے آیات ذیل تلاوت فرمائیں: حٰمٓ ۔تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔كِتَابٌ فُصِّلَتْ اٰيَاتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۔۔۔ آیت سجدہ تک[35]۔ ترجمہ: "حم۔ (یہ کتاب) بڑے مہربان نہایت رحم والے کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ کہ جس کی آیتیں عربی زبان میں علم والوں کے لیے واضح ہیں۔ بشارت دینے والا اور ڈرانے والا ہے لیکن اکثر لوگوں نے اعراض کیا اور وہ سنتے نہیں اور کہتے ہیں کہ جس چیز کی طرف تو ہمیں بلا رہا ہے اس کے لیے ہمارے دلوں پر پردہ پڑا ہوا ہے۔۔۔" رسول اللہ آگے پڑھتے چلے جارہے تھے کہ جب آیت سجدہ پر پہنچے تو سجدہ ادا کیا اور عتبہ چپ چاپ کلام سنتے رہے۔ کلام سننے کے بعد جب عتبہ واپس جماعت قریش کے پاس گئے تو وہ عتبہ نہ تھے بلکہ ایک بدلے ہوئے عتبہ تھے اور انہوں نے مجمع میں اعلان کیا۔ اے جماعت قریش! میری بات مانو اور میری رائے سے اتفاق کرلو۔ تم اس شخص کو اپنے حال پر چھوڑ دو اور اس سے بے تعلق ہو جاؤ، خدا کی قسم! میں نے اس سے جو کلام سنا ہے وہ ایک عظیم مستقبل کا حامل ہے پس اگر وہ کامیاب ہو کر عرب پر غالب آجائیں تو یہ تمہاری ہی عزت ہے ورنہ عرب ان کو خود فنا کر دے گا[36]۔ اس تاریخی گفتگو کا ایک ایک حرف آپ کے سخت ترین مخالف کی زبانی آپ کے خاندانی اور نبی وجاہت و شرافت پر دال ہے۔

عتبہ بن ربیعہ (بنو عبد شمس) کی طرح آپ ﷺ کی خاندانی عزت و شرافت کی برتری کا ذکر خود ابو سفیان اموی نے بھی کیا ہے جو کہ ان کی زبانی صحیح مسلم و بخاری میں مذکور واقعے سے معلوم ہوتا ہے: "عبد اللہ بن عباس سے ابو سفیان بن حرب نے یہ واقعہ بیان کیا کہ ہرقل (شاہ روم) نے ان کے پاس قریش کے قافلے میں ایک آدمی بلانے کو بھیجا اور اس وقت یہ لوگ تجارت کے لیے ملک شام گئے ہوئے تھے اور یہ وہ زمانہ تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش اور ابو سفیان سے ایک وقتی عہد کیا ہوا تھا۔ جب ابو سفیان اور دوسرے لوگ ہرقل کے پاس ایلیا پہنچے جہاں ہرقل نے دربار طلب کیا تھا۔ اس کے گرد روم کے علماء و امراء بیٹھے ہوئے تھے۔ ہرقل نے ان کو اور اپنے ترجمان کو بلوایا۔ پھر ان سے پوچھا کہ تم میں سے کون شخص مدعی رسالت کا زیادہ قریبی عزیز ہے؟ ابو سفیان کہتے ہیں کہ میں بول اٹھا کہ میں اس کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہوں۔ (یہ سن کر) ہرقل نے حکم دیا کہ اس کو (ابو سفیان کو) میرے قریب لا کر بٹھاؤ اور اس کے ساتھیوں کو اس کی پیٹھ کے پیچھے بٹھا دو۔ پھر اپنے ترجمان سے کہا کہ ان لوگوں سے کہہ دو کہ میں ابو سفیان سے اس شخص کے (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے) حالات پوچھتا ہوں۔ اگر یہ مجھ سے کسی بات میں

جھوٹ بول دے تو تم اس کا جھوٹ ظاہر کر دینا، ابو سفیان کا قول ہے کہ (خدا کی قسم! اگر مجھے یہ غیرت نہ آتی کہ یہ لوگ مجھ کو جھٹلائیں گے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ضرور غلط گوئی سے کام لیتا۔ خیر پہلی بات جو ہر قل نے مجھ سے پوچھی وہ یہ کہ اس شخص کا خاندان تم لوگوں میں کیسا ہے؟ میں نے کہا وہ تو بڑے اونچے عالی نسبت والے ہیں۔ کہنے لگا اس سے پہلے بھی کسی نے تم لوگوں میں ایسی بات کہی تھی؟ میں نے کہا نہیں کہنے لگا، اچھا اس کے بڑوں میں کوئی بادشاہ ہوا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ پھر اس نے کہا، بڑے لوگوں نے اس کی پیروی اختیار کی ہے یا کمزوروں نے؟ میں نے کہا نہیں کمزوروں نے۔ پھر کہنے لگا، اس کے تابعدار روز بڑھتے جاتے ہیں یا کوئی ساتھی پھر بھی جاتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ کہنے لگا کہ کیا اپنے اس دعوائے (نبوت) سے پہلے کبھی (کسی بھی موقع پر) اس نے جھوٹ بولا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اور اب ہماری اس سے (صلح کی) ایک مقررہ مدت ٹھہری ہوئی ہے۔ معلوم نہیں وہ اس میں کیا کرنے والا ہے۔ (ابو سفیان کہتے ہیں) میں اس بات کے سوا اور کوئی (جھوٹ) اس گفتگو میں شامل نہ کر سکا۔ ہر قل نے کہا کیا تمہاری اس سے کبھی لڑائی بھی ہوتی ہے؟ ہم نے کہا کہ ہاں۔ بولا پھر تمہاری اور اس کی جنگ کا کیا حال ہوتا ہے؟ میں نے کہا، لڑائی ڈول کی طرح ہے، کبھی وہ ہم سے (میدان جنگ) جیت لیتے ہیں اور کبھی ہم ان سے جیت لیتے ہیں۔ ہر قل نے پوچھا۔ وہ تمہیں کس بات کا حکم دیتا ہے؟ میں نے کہا وہ کہتا ہے کہ صرف ایک اللہ ہی کی عبادت کرو، اس کا کسی کو شریک نہ بناؤ اور اپنے باپ دادا کی (شرک کی) باتیں چھوڑ دو اور ہمیں نماز پڑھنے، سچ بولنے، پرہیزگاری اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے۔ (یہ سب سن کر) پھر ہر قل نے اپنے ترجمان سے کہا کہ ابو سفیان سے کہہ دے کہ میں نے تم سے اس کا نسب پوچھا تو تم نے کہا کہ ہم میں عالی نسب ہے اور پیغمبر اپنی قوم میں عالی نسب ہی بھیجے جایا کرتے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا کہ (دعوی نبوت کی) یہ بات تمہارے اندر اس سے پہلے کسی اور نے بھی کہی تھی، تو تم نے جواب دیا کہ نہیں، تب میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ اگر یہ بات اس سے پہلے کسی نے کہی ہوتی تو میں سمجھتا کہ اس شخص نے بھی اسی بات کی تقلید کی ہے جو پہلے کہی جا چکی ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کہ اس کے بڑوں میں کوئی بادشاہ بھی گزرا ہے، تم نے کہا کہ نہیں۔ تو میں نے (دل میں) کہا کہ ان کے بزرگوں میں سے کوئی بادشاہ ہوا ہوگا تو کہہ دوں گا کہ وہ شخص (اس بہانہ) اپنے آباء واجداد کی بادشاہت اور ان کا ملک (دوبارہ) حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور میں نے تم سے پوچھا کہ اس بات کے کہنے (یعنی پیغمبری کا دعویٰ کرنے) سے پہلے تم نے کبھی اس کو دروغ گوئی کا الزام لگایا؟ تم نے کہا کہ نہیں۔ تو میں نے سمجھ لیا کہ جو شخص آدمیوں کے ساتھ دروغ گوئی سے بچے وہ اللہ کے بارے میں کیسے جھوٹی بات کہہ سکتا ہے۔ اور میں نے تم سے پوچھا کہ بڑے لوگ اس کے پیرو ہوتے ہیں یا کمزور آدمی۔ تم نے کہا کمزوروں نے اس کی اتباع کی ہے، تو (دراصل) یہی لوگ پیغمبروں کے متبعین ہوتے ہیں۔ اور میں نے تم سے پوچھا کہ اس کے ساتھی بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں۔ تم نے کہا کہ وہ بڑھ رہے ہیں اور ایمان کی کیفیت یہی ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ وہ کامل ہو جاتا ہے اور میں نے تم سے پوچھا کہ آیا کوئی شخص اس کے دین سے ناخوش ہو کر مرتد بھی ہو جاتا ہے تم نے کہا نہیں، تو ایمان کی خاصیت بھی یہی ہے جن کے دلوں میں اس کی مسرت رچ بس جائے وہ اس سے لوٹا نہیں کرتے۔ اور میں نے تم سے پوچھا کہ آیا وہ کبھی عہد شکنی کرتے ہیں۔ تم نے کہا نہیں، پیغمبروں کا یہی حال ہوتا ہے، وہ عہد کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔ اور میں نے تم سے کہا کہ وہ تم سے کس چیز کے لیے کہتے ہیں۔ تم نے کہا کہ وہ ہمیں حکم دیتے ہیں کہ اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور تمہیں بتوں کی پرستش سے روکتے ہیں۔ سچ بولنے اور پرہیزگاری کا حکم دیتے ہیں۔ لہٰذا اگر یہ باتیں جو تم کہہ رہے ہو سچ ہیں تو عنقریب وہ اس جگہ کا مالک ہو جائے گا کہ جہاں میرے یہ دونوں پاؤں ہیں۔ مجھے معلوم تھا کہ وہ (پیغمبر) آنے والا ہے۔ مگر مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ تمہارے اندر ہوگا۔ اگر میں جانتا کہ اس تک پہنچ سکوں گا تو اس سے ملنے کے لیے ہر تکلیف گوارا کرتا۔ اگر میں اس کے پاس ہوتا تو اس کے پاؤں دھوتا۔ ہر قل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ خط منگایا جو آپ نے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ حاکم بصریٰ کے پاس بھیجا تھا اور اس نے ہر قل کے پاس بھیج دیا تھا[37]۔

معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا تعلق معزز و شریف قبیلے سے تھا جس پر اس وقت بھی مخالفین نے انگلی نہیں اٹھائی اور نہ بعد میں انہوں نے اس پر نکتہ چینی کی۔ دوست اور متبعین تو درکنار سخت ترین مخالفین نے بھی آپ ﷺ کے خاندانی سیادت و شرافت کو تسلیم کیا تھا۔ ہجرت کے موقع پر رسول اللہ مشرکین مکہ نے آپ ﷺ کی قتل کرنے کا ناپاک منصوبہ بنایا تو کسی ایک قبیلہ کو جرات نہ ہوئی کہ پیغمبر کے مقابلہ میں یک و تنہا

آتا پھر انہوں نے باہمی مشورہ کیا کہ اس میں ہر قبیلہ سے ایک ایک شریف طاقتور جوان شامل ہو جو ان کو یکبارگی وار کرکے قتل کر دیں تاکہ بنو عبد مناف کو تمام قبیلوں سے لڑنے کی قدرت نہ رہے۔ تمام قبائل کا یہ متفقہ فیصلہ تھا اس لیے کہ کوئی بھی قبیلہ یک وتنہا بنو ہاشم قبیلہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا(38)۔

ڈاکٹر محمد یسین مظہر صدیقی کی تحقیق

دیگر مؤرخین کی بہ نسبت ڈاکٹر صاحب کی تحقیق یہ ہے کہ مختلف مؤرخین و سیرت نگاروں نے بنو ہاشم اور بنو امیہ دشمنی اور قبائلی عصبیت کے بارے میں جو بھی لکھا ہے محض وقتی جذبات کی رو میں بہہ کر تعصب اور حقیقت سے چشم پوشی کر کے لکھا ہے۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ دونوں خاندانوں میں باہمی دوستانہ تعلق (ندیمی)، برادرانہ اور خوشگوار تعلقات، خاندانی مصاہرت جاہلی دور سے لے کر عہد عباسی تک قائم رہے۔ ڈاکٹر صاحب نے ان تمام ازدواجی رشتوں کو ہر دور کے حوالے سے خاندانی رشتہ درایوں کی تفصیل لکھی ہے اور اس کے بعد لکھتے ہیں کہ "ان صبر آزما اور جاں گسل اعداد و شمار کی مفصل بحث کا لب لباب یہ ہے کہ بنو ہاشم اور بنو امیہ میں ازدواجی تعلقات ہر دور میں قائم ہوتے رہے۔ چاہے ان کا تناسب ہر خاندان کے اعتبار سے کچھ بھی کیوں نہ رہا ہو ان دونوں عم زاد خاندانوں میں الفت و محبت کے رشتے ہمیشہ استوار ہوتے رہے۔ رہی دونوں کی سیاسی آویزش تو انگریزی کا مشہور مقولہ یاد رکھنا چاہئے کہ "حکومت و حکمرانی رشتہ داری و قرابت نہیں جانتی"(39)۔

ڈاکٹر صاحب اپنی کتاب "بنو ہاشم اور بنو امیہ کے معاشرتی تعلقات" میں لکھتے ہیں کہ دور جاہلی اور عہد نبوی میں ان دونوں خاندانوں کے تعلقات کے مطالعہ سے کئی اہم حقائق معلوم ہوتے ہیں کہ بطن عبد مناف کے اہم خاندانوں میں بنو ہاشم اور بنو امیہ کا شمار ہوتا تھا جن میں ہر سطح اور ہر میدان میں باہمی مفاہمت موجود تھی۔ البتہ بعض مواقع پر جو باہمی مفادات کے حوالے سے معاصرانہ چشمک و نزاع کی عارضی کیفیت پیدا ہوتی تھی وہ کبھی دوامی عدوات و دشمنی کا باعث نہ بنتا۔ حضرت حسینؓ ہاشمی اور خلیفہ یزید اموی کے مابین اختلاف کو عام طور سے بنو ہاشم اور بنو امیہ کی دیرینہ عداوت کے پس منظر میں پیش کیا جاتا ہے جو کہ قطعی غلط ہے۔ وہ ایک سیاسی اختلاف تھا جس پر سوائے چند کے عام بنو ہاشم بھی متفق نہ تھے۔ اس عداوت کے پس منظر میں ان دو خاندانوں کی دیرینہ عداوت نہیں بلکہ مسئلہ استحقاق خلافت کا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ واقعہ کربلا کے بعد میں ان میں باہمی خوشگوار اور برادرانہ تعلقات قائم رہے اور کبھی انہوں نے امویوں کو واقعہ کربلا کا ذمہ دار نہیں سمجھا(40)۔

خلاصہ بحث

نامور و ممتاز قبیلہ قریش کے دو معزز شاخوں بنو عبد شمس اور بنو ہاشم دونوں نے اپنی صلاحیت اور قابلیت کی بنا پر عبد مناف کی اولاد میں بلند مرتبہ و مقام حاصل کیا۔ دونوں میں باہمی مودت تھی۔ دونوں کی ہم سری و ہم پلہ ہونے کا ثبوت کئی واقعات سے ملتا ہے۔ کفو و ہمسر ہونے کی بنا پر ایک دوسرے کے ساتھ ازدواجی رشتے بھی قائم کرتے آرہے تھے۔ بنو ہاشم کی فضیلت و برتری کا اعتراف خود اموی سرداروں نے کیا۔ نبوت ملنے کی بنا پر قریش میں بنو ہاشم کی قدر و منزلت مزید بڑھ گئی۔ در حقیقت، بنو ہاشم نے کبھی بھی اقتدار کے لیے سازش یا جدوجہد نہیں کی۔ بنو ہاشم کی سیاسی جدوجہد عباسی دور میں بنو امیہ کے خلاف کامیاب ہوئی، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ ہمیشہ اقتدار کے پیچھے تھے۔ بلکہ یہ ایک طویل جدوجہد کا نتیجہ تھا جس میں بنو ہاشم نے اخلاقی اور مذہبی اصولوں کی بنیاد پر اپنی شناخت برقرار رکھی۔ ان کے درمیان اختلاف تعصب و دشمنی کی بنا پر نہیں بلکہ وقتی مصالح اور اقتدار کے حصول کی بنا پر تھا، جسے بنیاد بنا کر جولیس ولہاوزن نے معتبر تاریخی شواہد کو یکسر نظر انداز کر کے بنو ہاشم کو کمتر ثابت کرنے کی کوشش کی تاکہ بالواسطہ حضرت محمد ﷺ کی شرافت کو نشانہ بنایا جاسکے جو کہ بے بنیاد اور غیر تحقیقی ہے۔ اور زیر بحث مستشرق اپنے پیش رو مستشرقین کی افکار و نظریات ہی کو آگے لے کر چلتا ہے۔ تحقیق میں غیر جانبداری سے کام نہیں لیتا، نظریہ احتمال و قیاس کو زیادہ دخل دیتا ہے۔ جو کہ بظاہر اندازہ کیا جاتا ہے کہ: معلوم ہوتا ہے، شاید، غالباً ایسا ہوا ہو گا جیسے الفاظ استعمال کر کے بات کو اپنی مقصد کی طرف لے جانا چاہتا ہے۔ اور یہ سب ولہاوزن مستشرق کے اندھے تعصب اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دشمنی کا مظہر ہے جو کہ اکثر مستشرقین کا وطیرہ رہا ہے۔

مصادر و مراجع:

---

[1] ۔ اس تاریخی نظریہ کی روسے بائبل کی اولین کتب خمسہ جو تورات کہلاتی ہیں اور حضرت موسیٰؑ سے منسوب ہیں۔ تاریخی لحاظ سے مختلف مصنفین کی ملی جلی تحریروں کا مجموعہ ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے کئی صدیوں بعد لکھی گئیں اور زبانی روایات کا نتیجہ تھیں۔

Ernest Nicholson, The Pentateuch in the Twentieth Century: The Legacy of Julius Wellhausen, Nov 2002 ,Oxford University Press,p 222-248

[2] ۔ جولیس ولہاوزن، "قدیم اسلام کے سیاسی و مذہبی احزاب: خوارج و شیعہ "مترجم محسن علی صدیقی، قرطاس، کراچی، 2001ء؛2009ء؛ جولیس ولہاوزن، سلطنت عرب اور اس کا سقوط (خاندان بنو امیہ کا عروج و زوال 1902ء)، مترجم ریحان عمر، عکس پبلیکیشنز، لاہور

[3] ۔ محمڈ نزم "بنیادی طور پر مغازی واقدی کا ترجمہ ہے؛ مدینہ وارڈم اسلام (مدینہ قبل از اسلام) یہ جرمنی زبان میں ہے۔

Julius Wellhausen Mohammedanism، Encyclopedia,Bartanica,9th edition 545- 606- ؛ محمد ان مدینہ (Mohammed in Medina)،1882ء

[4] ۔ ابن ہشامؒ، ابو محمد عبد المالک بن ہشام، السیرۃ النبویہ، تحقیق: عمر عبد السلام تدمری، دار الکتاب العربی، بیروت، 1410ھ /1990ء

[5] ۔ واقدیؒ، ابو عبد اللہ محمد بن عمر، المغازی، دار العلمیہ، بیروت، 1409ھ /1989ء

[6] ۔ ابن جریر طبریؒ، ابو جعفر محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک (تاریخ طبری)، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1407ھ /1987ء

[7] ۔ Julius Wellhausen, Mohammedanism ,p 545

[8] ۔ William muir ولیم میور 27) اپریل 1819ء کو گلاسگو میں پیدا ہوا، 1837 میں ہندوستان آکر بنگال سول سروس میں شامل ہوا 30 سال سے زائد عرصہ ہندستان میں مختلف عہدوں پر رہ کر گزارا۔ 18885 میں ایڈنبرا یونیورسٹی کے وائس چانسلر بنا اور 1905ء کو انتقال کر گیا۔ "دی لائف آف محمد فرام اور یجنل سورسز" نامی متعصبانہ اور رسول دشمنی پر مبنی طویل کتاب لکھی جس کا جواب سر سید احمد خان نے دیا جو خطبات احمدیہ کے نام سے مشہور ہے۔

.en.wikipedia.org/wiiki/William-Muir

[9] ۔ ڈیوڈ سموئل مارگولیتھ 17 اکتوبر 1858 کو انگلینڈ میں پیدا ہوا اور وہیں 1940ء کو وفات ہوئی، چرچ میں پادری کی خدمات بھی انجام دیں اور طویل عرصہ تک آکسفورڈ یونیورسٹی میں پروفیسر رہا۔ سیرت پر "محمد اینڈ دی رائز آف اسلام (Mohammed and the Rise of Islam,)" مشہور کتاب لکھی۔ .en.wikipedia.org/wiiki/David-Samuel-Margoliouth

[10] ۔ منٹگمری واٹ، محمد پرافٹ اینڈ سٹیٹمین، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس لندن، 1961، ص8

[11] ۔ محمد کرم شاہ، پیر، الازہری، ضیاء النبی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، پاکستان، 1997ء/1418ھ، ج7، ص169-213

[12] - William-Muir ,Life of Muhammad,Edinburgh,1923,,

[13] - D.S. Margoliouth, Muhammad and the Rise of Islam, third-1 Edition ,London ,p 47

[14] - Montgomery Watt, Mohamad Prophet and statesmen, P: 200-201;Watt, Muhammad at mecca ,great Britain :Edinburgh ,university press,1988,p47-49,

[15] ۔ ایڈورڈ گبن (1737-1794ء) برطانیہ کے مشہور مؤرخ اور مستشرق تھے۔ The history of decline and fall of Roman Empire نامی کتاب لکھی، دائرہ معارف، ج2، ص561؛

[16] ۔ تھامس کارلائل 4 دسمبر 1795ء کو سکاٹ لینڈ میں پیدا ہوئے اور 5 فروری 1881ء کو لندن میں وفات پائی۔ آپ سکاٹش فلسفی، معلم، ریاضی دان، مترجم، مؤرخ اور نامور ادیب تھے۔ ایڈنبرگ یونیورسٹی میں بھی پروفیسر رہے۔ انہوں نے اپنی کتاب "*On Heroes, Hero-Worship, and the Heroic in History*" میں حضرت محمد ﷺ کا ذکر کیا ہے۔ https://en.wikipedia.org/wiki/Thomas_Carlyle

[17] - Edward Gibbon ,The history of decline and fall of Roman Empire ,FRED DE FAU& company publishers, New York ,1906, v:5,p229

[18] - Thomas Carlyle, *On Heroes, Hero-Worship, and the Heroic in History, Longmans green And Co, new York ,1906,p50*

[19] ۔ رفادہ، سقایہ، اور قیادہ یہ تین اہم مناصب تھے، جو اسلام سے قبل مکہ مکرمہ میں قریش کے قبائل کے درمیان تقسیم کیے گئے تھے۔ ان کا تعلق بیت اللہ کی زیارت کرنے والے حاجیوں کی دیکھ بھال، ان کو کھانا کھلانا، پانی پلانا اور قریش کی قیادت سے تھا۔ رفادہ لفظ رفد سے جس کے معنی ہیں عطیہ یا مدد اور سقایہ کا معنی وہ برتن ہے جس میں پانی پلایا جاتا ہے۔ ابن منظور، ابو الفضل محمد بن مکرم بن علی، لسان العرب، دار صادر، بیروت، 1414ھ /1994ء، ج3، ص181؛ ج14، ص39

20 ۔ ابن ہشامؒ، ابو محمد عبد المالک بن ہشام، السیرۃ النبویہ (سیرت ابن ھشام)، تحقیق: عمر عبد السلام تدمری، دار الکتاب العربی، بیروت، 1410ھ /1990ء
، ج 1، ص156

21 ۔ ابن الاثیر، ابو الحسن علی بن ابی الکرم، الکامل فی التاریخ، تحقیق: عمر عبد السلام تدمری، دار الکتاب العربی، بیروت، 1417ھ /1997ء، ج 1، ص16

22 ۔ سیرت ابن ھشام،، ج 1، ص163

23 ۔ هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ---(سورہ الحج:19)

24 ۔ امام بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح (صحیح بخاری) دار ابن کثیر، یمامہ بیروت، 1407ھ /1987ء، کتاب الغزاوت، رقم الحدیث:3969

25 ۔ عتبہ اور شیبہ ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف کے بیٹے تھے اور ولید عتبہ بن ربیعہ کا بیٹا تھا یہ تینوں غزوہ بدر میں مارے گئے۔ البلاذری، احمد بن یحیی، انساب الاشراف، تحقیق: سہیل زکار، ریاض زرکلی، دار الفکر، بیروت، 1417ھ /1996ء، ج 1، ص171-172

26 ۔ ابن جریر طبری، ابو جعفر محمد بن جریر، تاریخ الرسل والملوک (تاریخ طبری) دار المعارف، مصر، ج2، ص ۴۷۲

27 ۔ ابن سعد، محمد بن سعد بن منیع ہاشمی، طبقات الکبریٰ (طبقات ابن سعد) تحقیق: محمد عبد القادر عطا، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1410ھ /1990ء، ج3، ص41

28 ۔ بنو ہاشم اور بنو امیہ کے مابین ازدواجی رشتے، اسلام فورٹ، المدینہ اسلامک ریسرچ سنٹر، 14 دسمبر 2020

29 ۔ ابن حبیب، ابو جعفر محمد بن حبیب بن امیہ ہاشمی بغدادی (م245ھ)، کتاب المحبر، دائرہ معارف العثمانیہ، حیدر آباد دکن، ھندوستان، 1361ھ /1942ء، ص175

30 ۔ صحیح بخاری، کتاب المغازی، حدیث ۴۲۸۰؛ سنن ابی داؤد حدیث نمبر: 3021، کتاب: محصورات اراضی اور امارت سے متعلق احکام ومسائل، باب: فتح مکہ کا بیان؛ سیرت ابن ھشام، ج4، ص42-44؛ تاریخ طبری، ج3، ص53

31 ۔ صحیح بخاری، کتاب المناقب، حدیث نمبر:3497

32 ۔ امام مسلم، الجامع الصحیح (صحیح مسلم)، کتاب الفضائل، باب فضل نسب النبی ﷺ، رقم:2276

33 ۔ امام ترمذی، ابو عیسیٰ، محمد بن عیسی، السنن (سنن ترمذی)، تحقیق احمد محمد شاکر، دار الحدیث، بیروت 1388ھ /1968ء، کتاب المناقب عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء فی فضل النبی ﷺ، رقم:3605؛ احمد، ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل، المسند (مسند حنبل)، تحقیق: شعیب الارناؤوط، عادل مرشد، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، 1421ھ /
2001ء
،4/107

34 ۔ سنن ترمذی، ج5، ص584، رقم 3607

35 ۔ سورہ فصلت:1-5

36 ۔ سیرت ابن ہشام، ج 1، ص323-324؛ البیہقی، ابو بکر احمد بن حسین، دلائل النبوۃ ومعرفۃ احوال صاحب الشریعۃ (دلائل النبوۃ)، دار لکتب العلمیہ، بیروت، 1408ھ /1988ء، ج2، ص203-204؛ ابن کثیر، ابو الفدا محمد بن اسماعیل، البدایہ والنہایہ، مکتبہ المعارف، بیروت، 1412ھ /1991ء، ج3، ص62

37 ۔ صحیح بخاری، کتاب: وحی کے بیان میں باب: (ابوسفیان اور ہرقل کا مکالمہ)؛ رقم:7

38 ۔ سیرت ابن ہشام، ج2، ص134؛ تاریخ طبری، ج2، ص372؛ البدایہ والنہایہ، ج3، ص176

39 ۔ بنو ہاشم اور بنو امیہ کی رقابت، صدیقی، محمد یسین مظہر، ڈاکٹر، ماہنامہ الفرقان لکھنو جولائی 2002ء، جلد نمبر 70، شمارہ نمبر 007، ص10

40 ۔ صدیقی، محمد یسین مظہر، ڈاکٹر، بنو ہاشم اور بنو امیہ کے معاشرتی تعلقات، مکتبہ قاسم العلوم، غزنی مارکیٹ، لاہور، پاکستان، ص77